قرآن کریم کی وجوہ اعجاز اور فاصلہ ٔقرآنیہ کا بیانی اعجاز: ایک تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Causes of the Qur'anic Inimitability and Literal Inimitability of Quranic *Fāṣilah*

Dr. Abid Naeem
Assistant Professor, Department of Religious Studies, FC College University, Lahore
ORCID iD: https://orcid.org/0000-0001-5819-6649
Email: abidnaeem@fccollege.edu.pk

Dr. Shumaila Majeed
Assistant Professor Department of Islamic Studies, University of Sialkot, Sialkot
ORCID iD: https://orcid.org/0000-0003-3441-4757
Email: shumaila.majeed@uskt.edu.pk

Hafeez Ur Rahman
Visiting Lecturer of Islamic Studies, Department of Sciences and Humanities, National University of Computer and Emerging Sciences, Lahore Campus, Lahore
Email: hafeez.rehman@lhr.nu.edu.pk

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The glorious Qur'ān is a miracle of Allah in a number of ways. There are two prominent schools of thought among scholars regarding the nature of the Qur'anic I'jāz (inimitability of the Qu'ān); one is the Mutazilite school of thought known as the school of I'jāz bil-ṣarfah and the second school is of the Ash'rites. I'jāz bil-ṣarfah means that the Qur'anic text does not contain such original inimitability in it that cannot be countered by the Qur'anic opponents. It is by the plan of the Almighty that He had not allowed opponents of the Qur'ān to bring so identical book to the Qur'ān. If Allah had not reduced the ability of the Arabs to compete with it, it would have been possible for them to bring its likeness. The Ash'rites, in the majority among scholars, disagree with the Mutazilites and believe that the Qur'ān's miraculous qualities are Qur'anic original qualities. According to them, declaring the Qur'anic I'jāz as I'jāz bil-ṣarfah weakens its miraculous and inimitable position.
The paper deals with reasons for preference for the Ash'rite school of thought. It also discusses that of all the genres of the Qur'anic I'jāz, I'jāz Bayānī/ Literal I'jāz has the honour of being the most diverse genre of I'jāz since it is the only genre of the Qur'anic I'jāz that is found throughout the Qur'ān, and it is the only absolute genre of the Qur'anic I'jāz through which, the Qur'ān remained unconquerable by the most eloquent Arab opponents. Since the Qur'anic Fāṣilah is the most essential form of I'jāz Bayānī, the I'jāz of Fawaṣil is equally found in the entire Qur'ān too. The research method employed in the paper is qualitative and library research.
Keywords: *I'jāz bil-ṣarfah, Mutazilites, Ash'rites, I'jāz Bayānī, Faṣilah*

عربی زبان بلا شبہ دنیا کی فصیح ترین اور بلیغ ترین زبان ہے اور اس کی دلیل کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ کیلئے اس زبان کا انتخاب ہے۔ عربی زبان کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک مابہ الامتیاز خصوصیت وانفرادیت اس کا فصاحت وبلاغت میں بے مثل ہونا ہے۔ اسی خصوصیت کی بدولت عرب حضرات، غیر عرب کو عجم (یعنی کلام سے عاجز) کہتے تھے اور دنیا کی دیگر زبانیں عربی زبان سامنے ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ یہی خصوصیت قرآن کریم کے معجزہ خداوندی ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل مقالہ میں ہم قرآن مجید کے اعجاز کی مختلف جہات اور بالخصوص اس اعجاز میں فواصل آیاتِ قرآنیہ کے کردار پر بحث کریں گے۔

اعجاز کا لغوی معنی

''اعجاز'' کا لفظ ''ع ج ز'' کے مادہ سے مشتق ہے۔ ابن منظور اس لفظ کے بارے میں لکھتے ہیں: "العجز: نقيض الحزم، عَجَزَ عن الأمر يعجز، وعَجِزَ عجزاً فيهما، ويقال أعجزت فلاناً إذا ألفيته عاجزاً، ومعنى الإعجاز الفوت والسبق، يقال أعجزنى فلان أى فاتنى، والمعجزة واحدة المعجزات ''[1]

"عجز کا لفظ قدرت اور اختیار کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے۔ عَجَزَ (از باب ضرب) اور عَجِزَ (از باب سمع) دونوں ابواب سے منقول ہے۔ ''أعجزت فلاناً'' کے الفاظ متکلم اس وقت استعمال کرتا ہے جب وہ کسی کو عاجزی اور عدمِ قدرت کی حالت میں پاتا ہے۔ اعجاز کے معنی کسی شئ کے آگے نکل جانے اور دسترس سے خارج ہو جانے کے آتے ہیں۔ لفظِ معجزہ کا جمع معجزات مستعمل ہے۔"

علامہ راغب اصفہانی ''عجز'' کے معنی لغوی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''والعجز: أصله التأخر عن الشئ وحصوله عند عجز الأمر أى مؤخره، كما ذكر في الدبر، وصار فى التعارف اسما للقصور عن فعل الشئ وهو ضد القدرة، قال: (أعجزت أن أكون) وأعجزت فلانا وعجزته وعاجزته، جعلته عاجزا، قال: (واعلموا أنكم غير معجزى الله)۔''[2]

"''عجز'' کے معنی کسی شئ سے مؤخر ہونے کے یا اس شئ کے اس وقت حاصل ہونے ہیں جب اس کا وقت نکل چکا ہو، عرفِ عام میں ''عجز'' کا لفظ کسی کام کی استطاعت نہ ہونے کیلئے اور ''قدرت'' کی ضد کے طور پر مستعمل ہے۔ قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے واقعہ کے بیان میں مذکور ہے کہ ''أعجزت أن أكون'' [3] یعنی "کیا میں اتنا ہی بے بس ہو گیا کہ مجھ سے یہ نہ بن پڑا"۔أعجزت فلانا، عجّزت'' اور ''عاجزته '' کے معنی دوسرے شخص کو عاجز بنانے کے آتے ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ " فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِي ٱللَّهِ" [4] (مفہوم یہ ہے کہ اے مشرکو! یہ جان لو کہ تم اللہ رب العزت کو عاجز نہیں کر سکتے۔)

اعجاز کا اصطلاحی معنی

معجزہ، اعجاز کی ایک اہم ترین بحث ہے۔ معجزہ نبی کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے ایسے خلافِ عادت معاملہ کو کہا جاتا ہے کہ جس کے صدور سے دوسرے تمام لوگ عاجز ہوں۔ اللہ رب العزت کی جانب سے ایسے معاملات کا انبیاءِ کرام کے ہاتھوں صدور اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالی کے مرسل وبرگزیدہ بندے ہیں اور تمام لوگ ان کے امتی اور ان کے لائے ہوئے احکامات کی تعمیل کے پابند ہیں، مثلاً حضور ﷺ کو دیا گیا قرآن پاک کا معجزہ۔

علامہ ابو الحسن علی ماوردی (م: ۴۵۰ھ) ''معجزہ'' کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں: "ما خرق عادة البشر من خصال لا تستطاع إلا بقدرة إلهية تدل على أن الله تعالى خصه بها تصديقا على اختصاصه برسالته"۔ "[5]معجزہ ایسے خلافِ عادت امر کا نام ہے کہ جس کا ظہور قدرتِ الٰہی کی نصرت کے بدون ممکن نہیں۔ خدا کی طرف سے نبی کو معجزہ دینے کا مقصد اس کی نبوت کی تصدیق کرنا ہوتا ہے۔"

علامہ آمدی(م : ۶۳۱ھ)لکھتے ہیں ”:وأما حقيقة المعجزة فيه كل ما قصد به إظهار صدق المتحدى بالنبوة المدعى للرسالة-“[6]"معجزہ ایک ایسا امر ہوتا ہے کہ جس کے ذریعے نبوت کا چیلنج دینے والے اور رسالت کا دعوی کرنے والے "پیغمبرِ خدا" کی تصدیق کی جاتی ہے"۔علامہ قرطبی (م : ۶۷۱ھ)نے "معجزہ" کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:"فأما حقيقتها فهو أمرخارق للعادة مقرون بالتحدى مع عدم المعارضة-“[7] "معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ معجزہ اللہ رب العزت کی جانب سے ایک ایسا معاملہ ہے کہ جو عوام الناس کی استطاعت وطاقت سے خارج ہوتا ہے، اس کے ذریعے تمام عالم کو مقابلہ کا چیلنج دیا جاتا ہے مگر اس کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہ معاملہ بشری طاقت سے بالاتر ہوتا ہے۔" علامہ زرقانی لکھتے ہیں: ’’هى أمر يعجز البشر متفرقين ومجتمعين عن الإتيان بمثله-“[8]معجزہ ایک ایسا امر ہے کہ تمام انسان چاہے انفرادی طور پر کوشش کرلیں یا اجتماعی طور پر، اس کی مثل لانا ان کیلئے ممکن نہیں ہوتا۔

علامہ صدیق قنوجی "معجزہ" کی وضاحت فرماتے ہوئے یوں گویا ہیں: ’’المعجزة هى أمرخارق للعادة داع إلى الخير والسعادة مقرون بدعوى النبوة، قصد به إظهار صدق من ادعى أنه رسول من الله سبحانه-“[9] معجزہ ایسا خلافِ عادت امر ہوتا ہے کہ جو بھلائی اور نیک بختی کی طرف دعوت دینے والا ہوتا ہے، معجزہ لے کر آنے والا شخص مدعی نبوت ہوتا ہے اور معجزہ کے ذریعہ سے اس کے حق سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہونے کے دعوی کی تصدیق کردی جاتی ہے۔

قاضی ابوالحسن عبدالجبار ہمدانی معتزلی(م:۴۱۵ھ) معجزہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کے لیے چار شرائط کو ضروری قرار دیتے ہیں:

ان کے نزدیک "معجزہ ایسے فعل کا نام ہے کہ جو مدعئ نبوت کی سچائی کو ثابت کرے"

معجزہ کی چار شرائط:

۱۔ معجزہ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہو۔یعنی ایسے امور سے متعلق ہو، جن پر خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قدرت نہ ہو

۲۔ معجزہ مدعئ نبوت کے دعوائے نبوت کے بعد ظاہر ہو۔

۳۔ معجزہ نبی کے دعوے کے عین مطابق ہو۔

۴۔ معجزہ ناقضِ عادت ہو یعنی انسانی طاقت اور ہمت کی رُو سے وہ کام محال ہو۔[10]

قرآن کریم کی وجوہ اعجاز کے ضمن میں علماء کرام کا نقطہ نظر

یہ امر ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا سب سے عظیم معجزہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو اس معجزے کا مقابلہ کرنے اور اس جیسا کلام لانے کا کھلا چیلنج دیا۔

اسی قرآنی تحدی کے کے تین مراتب ہیں:

ا۔ پورے قرآن جیسی کتاب لانے کی تحدی[1]

ب۔ پورے قرآن کے بجائے دس سورتوں کے مقابلے کی تحدی[2]

---

[1]- "لَىِٕنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا" "اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لاسکتے اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو"(بنی اسرائیل،۱۷: ۸۸)

[2]- "فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ" "تم بھی ایسی دس سورتیں بنالاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلاسکو بلالو اگر تم سچے ہو"(الھود،۱۱:۱۳)

ج۔ کسی ایک قرآنی سورت جیسی ایک سورت لانے کی تحدی[3]

لیکن مخالفین ان تمام تحدیات میں ناکام رہے اور اسی کی پیشین گوئی قرآن مجید نے پہلے ہی ان الفاظ میں کر دی تھی:

"فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا" "پھر اگر تم (یہ کام) نہ کر سکے (اور قیامت تک بھی) نہ کر سکو گے"[11]۔

قرآن کے معجزہ ہونے کی نوعیتوں کے حوالے سے علماء کرام کے موقف:

قرآن پاک کے معجزہ ہونے کی وجوہ اور نوعیتوں کے حوالے سے علماء کرام کے دو اہم موقف موجود ہیں: ایک مسلک جس میں معتزلی علماء کی اکثریت ہے، مسلکِ معتزلہ یا مسلکِ اعجاز بالصرفہ کہلاتا ہے۔[4] دوسرا مسلک علماءِ جمہور کا ہے جس میں اشاعرہ سر فہرست ہیں، اسی مناسبت کی بنا پر اسے **مسلکِ اشاعرہ** کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

ا۔ مسلکِ اعجاز بالصرفہ:

مسلکِ معتزلہ کے مطابق قرآن پاک کا معجزہ ہونا، اعجاز بالصرفہ کی قبیل سے ہے۔ اس موقف کے قائلین میں سے درج ذیل معتزلی علماء حضرات سر فہرست ہیں:

- نظّام معتزلی (م: ۲۳۲ھ)
- علامہ ابو عیسیٰ المعروف علامہ رمانی معتزلی (م: ۳۸٤ھ)[5]
- ہشام بن عمرو فوطی معتزلی (م: ۸۳۳ھ)[12]
- عیسی بن صبیح ابو موسی مردار معتزلی (م: ۸٤۱ھ)[6]
- [13] عباد بن سلیمان صخری معتزلی (م: ۸٦٤ھ)[14]
- ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن سعید نصیبی معتزلی[15]

➢ اس موقف کے قائلین میں اہل ظواہر میں سے علامہ ابن حزم (م: ٤٥٦ھ)[16] شامل ہیں۔

---

[3]۔ "فَاْتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ" "ایک سورت اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بلا لو اگر تم سچے ہو" (البقرہ، ۲: ۲۳)

[4]۔ غالب گمان یہ ہے کہ علامہ ابن طاہر بغدادی نے اسے اکثر معتزلہ کا مسلک دینے کی ابتداء کی تھی۔ وہ لکھتے ہیں: " زعم اكثر المعتزلة ان الزنج والترك والخزد قادرون على الاتيان بمثل نظم القرآن وبما هو افصح منه وانما عدموا العلم بتأليف نظمه وذلك العلم مما يصح ان يكون مقدورا لهم"۔ (ابن طاہر بغدادی، ابو منصور عبد القاہر اسفرائینی (م: ۴۲۹ھ) الفرق بین الفرق وبیان الفرقہ الناجیہ، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ، طبع دوم، ۱۹۷۷ء، ص: ۲۱۸)

[5]۔ معروف معتزلی عالم اور ادیب، علامہ ابو عیسیٰ علی بن عیسی المعروف علامہ رمانی (م: ۳۸٤ھ) نے اپنی تصنیف میں کل سات وجوہِ اعجاز بیان کی ہیں اور وہ اعجاز بالصرفہ اور بلاغت دونوں کو اہم وجوہِ اعجازِ قرآنی میں شامل کرتے ہیں، لہٰذا ہم نے مقالہ ہذا میں ان کا تذکرہ اعجاز بالصرفہ کے قائلین اور عدم قائلین دونوں میں کیا ہے۔- "وجوه إعجاز القرآن تظهر من سبع جهات: ترك المعارضة مع توفر الدواعي وشدة الحاجة، والتحدي للكافة، والصرفة، والبلاغة، والأخبار الصادقة عن الأمور المستقبلة، ونقض العادة، وقياسه بكل معجزة." (رمانی، علامہ ابو عیسیٰ علی بن عیسی، النکت فی اعجاز القرآن (مطبوع ضمن: ثلاث رسائل فی اعجاز القرآن)، تحقیق محمد خلف اللہ، محمد زغلول سلام، مصر: دار المعارف، طبع سوم، ۱۹۷٦ء، ص: ۷٥

[6]۔" وكان هذا المردار يزعم ان الناس قادرون على ان يأتوا بمثل هذا القرآن وبما هو افصح منه كما قاله النظام" (ابن طاہر بغدادی، الفرق بین الفرق وبیان الفرقہ الناجیہ، ص: ۱٥۱)

➢ اس موقف کے قائلین میں اہلِ تشیع میں سے درج ذیل علماء سرفہرست ہیں :

- علامہ شریف مرتضیٰ (م:٤٣٦ھ)[17]
- شیخ محمد بن محمد بن نعمان بغدادی، المعروف الشیخ المفید (م:٤١٣ھ)[18]
- ابو الصلاح تقی الدین حلبی (م:٤٤٧ھ)[19]
- عبداللہ بن سنان خفاجی (م:٤٦٦ھ)[7]
- قطب الدین سعید بن ہبۃ اللہ راوندی (م:٥٧٣ھ)[20]

اعجاز بالصرفہ کے تین مفاہیم ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے مخالفین سے قرآن کے مقابلے کا داعیہ ہی سلب کر لیا، اگر چہ در حقیقت تو بہت سے دواعی موجود تھے۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے دواعی کے بجائے وہ علوم ان سے سلب کر لیے جن کی مدد سے وہ قرآن کا مقابلہ کر پاتے۔ اس کی پھر دو صورتیں ممکن ہیں: ایک یہ کہ وہ ان علوم کے حامل تو تھے جو قرآن جیسی کتاب لانے کے لیے مدد گار تھے، لیکن نزولِ قرآن کے بعد حق تعالیٰ نے ان کے سینوں سے ان علوم کو اٹھا لیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے انہیں وہ علوم عطا ہی نہیں فرمائے، جن کو بروئے کار لا کر وہ قرآن کے مقابلے کی جرات کر پاتے۔

ج۔ اللہ نے استعداد اور مقابلے کے علوم کے حامل ہونے کے باوجود، مخالفین سے جبراً قرآن سے مقابلے کی ہمت ہی چھین لی۔[21]

الغرض اعجاز بالصرفہ سے مراد یہ ہے کہ قرآن میں ذاتی طور پر ایسا کمال موجود نہیں کہ اس کا مقابلہ نہ کیا جا سکے بلکہ اس کے مقابل کلام نہ لا سکنے کی وجہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مخالفینِ قرآن کو عاجز کر دینا تھا، وگرنہ وہ یقیناً قرآن کے مد مقابل کلام لے آتے۔ (العیاذ باللہ)۔

نظام معتزلی کی رائے:

معتزلہ میں اعجاز بالصرفۃ کی بنیاد رکھنے والے نظام معتزلی نے وجہ اعجاز کے بارے میں یہ مسلک اختیار کیا کہ قرآن کی حیثیت و مرتبہ دیگر کتب عربیہ ہی کی طرح ہے۔ پھر سوال یہ اٹھتا ہے کہ قرآن کے متعدد مرتبہ چیلنج دینے کے باوجود مخالفین نے قرآن کی مثل یا اس سے برتر و عمدہ کلام پیش کیوں نہ کیا تو نظام کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ اللہ نے اہل عرب سے قرآن کے مقابلے کی طاقت و استعداد ہی سلب کر لی اور ان کو یہ ہمت اور توفیق ہی نہ دی کہ وہ قرآن کا مقابلہ کر سکیں۔ علامہ زرکشی اور علامہ سیوطی، نظام کی رائے یوں بیان فرماتے ہیں ''إن الله صرف العرب عن معارضته وسلب عقولهم، وكان مقدورا لهم، لكن عاقهم أمر خارجی فصار كسائر المعجزات''[22]۔ ڈاکٹر عبد القادر حسین، نظام کی رائے کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں ''والنظام أحد علماء المعتزلة يرى أن القرآن نفسه غير معجز، فهو فی رأيه كتاب مثل سائر الكتب، لبيان الأحكام من الحلال والحرام، والهداية والضلال، والعرب إنما لم يعارضوه لأن الله صرفهم عن ذلک وسلب علمهم أی إن الإعجاز فی المنع وليس فی القرآن، إذ أن العرب فیھم ذلاقة لسان، وانطلاق عبارة وھم قادرون على صياغة الكلام فی أسلوب جميل خلاب، أی أنهم قادرون على الإتيان بسورة من مثل القرآن فصاحة و بلاغة، ولكن الله صرف هممهم عن مجاراة القرآن''[23]

7۔ "وإذا عدنا إلى التحقيق وجدنا وجه إعجاز القرآن صرف العرب عن معارضته" (ابن سنان خفاجی، ابو محمد عبد اللہ بن محمد (م:۴۶۶ھ)، سر الفصاحہ، لبنان: دار الکتب العلمیہ، طبع اول، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۰)

نظام معتزلہ کا ایک بڑا امام شمار ہوتا تھا اور اسکی رائے یہ تھی کہ قرآن پاک میں بذاتہ عربوں کو مقابلہ سے عاجز وچت کر دینے والی کوئی خصوصیت ووصف موجود نہیں ہے۔ قرآن تو دیگر آسمانی کتب کی طرح حلال وحرام اور ہدایت وگمراہی کے مسائل بیان کرنے والی ایک کتاب ہے لیکن عرب اس کا مقابل اس وجہ سے نہیں لاسکے کہ اللہ نے ان سے معارضہ کی ہمت وطاقت اور استعداد ہی سلب کرلی۔

مسلک علماءِ جمہور:

جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن کے اعجاز کو اعجاز بالصرفہ قرار دینا ہر گز درست نہیں ہے۔ ان کے نزدیک قرآنی اعجاز کو اعجاز بالصرفہ قرار دینا، قرآن کے معجزہ ہونے کو مسلک کو کمزور کرنا ہے، کیونکہ اعجاز بالصرفہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ قرآن بھی دیگر انسانی کاموں کی طرح ایک کلام ہے اور اس میں بذات خود ایسی کوئی خوبی موجود نہیں جو اس کے مقابلے سے اہلِ عرب کو روک سکے۔ اگر اللہ نے عربوں کی اس کے مقابلے کی استعداد سلب نہ کی ہوتی تو اس کا مثل لانا عین ممکن تھا۔

مسلکِ جمہور قرآنی اعجاز کے اعجاز بالصرفہ ہونے کے تو مخالف ہیں، لیکن قرآن کے اعجاز کی نوعیت کے تعین میں ان کے کئی مسالک ہیں۔

مسلکِ جمہور کے قائلین میں علامہ جاحظ بھی شامل ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن پاک کا اعجاز اس کے الفاظ اور عمدہ تالیف میں مضمر ہے۔

ان کے علاوہ متقدمین میں سے مسلکِ جمہور کے حامیوں میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

- علامہ ابوسلیمان خطابی (م: ۳۸۸ھ)
- علامہ ابوعیسیٰ المعروف علامہ رمانی (م: ۳۸٤ھ)
- علامہ باقلانی (م: ۴۰۳ھ)
- قاضی عبدالجبار معتزلی (م: ۴۱۵ھ)
- علامہ عبدالقاہر جرجانی (م: ۴۷۱ھ)
- علامہ جاراللہ زمخشری (م: ۵۳۹ھ)
- قاضی عیاض (م: ۵۴۴ھ)
- علامہ علی بن ابوعلی آمدی (م: ۶۳۱ھ) [24]
- علامہ ابویعقوب یوسف سکاکی (م: ۶۲۶ھ)
- علامہ نصیرالدین محمد طوسی (م: ۶۷۲ھ) [25]
- علامہ حازم بن محمد قرطاجنی (م: ۶۸۴ھ) [26]
- علامہ قرطبی (م: ۶۸۴ھ) [27]
- علامہ ناصرالدین بیضاوی (م: ۶۸۵ھ) [28]
- علامہ ابن تیمیہ (م: ۷۲۸ھ) [29]
- یحییٰ بن حمزہ علوی (م: ۷۴۵ھ) [30]
- علامہ ابن قیم جوزیہ (م: ۷۵۱ھ) [31]
- علامہ زرکشی (م: ۷۹۴ھ)

- مجد الدین فیروزآبادی (م:۸۱۷ھ)[8]
- علامہ سیوطی (م:۹۱۱ھ)

متأخرین میں سے علماءِ جمہور کے ہم مسلک معروف حضرات یہ ہیں:

- علامہ مصطفی صادق رافعی (م:۱۳۵۶ھ)[9]
- علامہ زرقانی (م:۱۳۶۷ھ)[32]
- بدیع الزمان سعید نورسی (م:۱۳۷۹ھ)[33]
- علامہ ابوزہرہ (م:۱۳۹۴ھ)[34]
- علامہ محمد یوسف بنوری (۱۹۷۷ء)[35]
- علامہ مناع قطان (م:۱۴۲۰ھ)[36]
- عبدالعظیم ابراہیم محمد مطعنی (م:۱۴۲۹ھ)[37]

جاحظ معتزلی کی رائے:

جاحظ کا مسلک یہ تھا کہ قرآن پاک کے بلند و بالا معیارِ "نظمِ قرآنی"[10] کا مقابلہ کرنے کی اہل عرب نے بیحد کوشش کی لیکن وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ بشری اور خدائی کلام کا باہم مقابلہ ممکن ہی نہیں۔[38] نظام کی رائے کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اس کے نزدیک اعجاز کا تعلق گزشتہ اور آئندہ امور کی خبروں کے ساتھ ہے۔ ''أما الشطر الآخر فهو الإعجاز إنما كان من حيث الإخبار عن الأمور الماضية والآتية '' 39

8- "مذهب أَهل السُّنة أَنَّ القرآن معجز من جميع الوجوه: نظماً، ومعنى، ولفظا، لا يشبهه شىء من كلام المخلوقين أَصلاً، مميَّز عن خُطَب الخطباءِ، وشعر الشعراء، باثنى عشر معنى، لو لم يكن للقرآن غير معنى واحد من تلك المعانى لكان معجِزاً، فكيف إِذا اجتمعت فيه جميعاً؟ ومجملها إِيجاز اللفظ، وتشبيه الشىءِ بالشىءِ، واستعارة المعانى البديعة؛ وتلاؤم الحروف، والكلمات، وتلاؤم الفواصل، والمقاطع فى الآيات، وتجانس الصِّيغ، والأَلفاظ، وتعريف القِصَص، والأَحوال، وتضمين الحِكَم، والأَسرار، والمبالغةُ فى الأَمر، والنهى، وحسن بيان المقاصد، والأَغراض، وتمهيد المصالح، والأَسباب، والإِخبارعما كان، وعما سيكون." (یعقوب فیروزآبادی، مجد الدین ابو طاہر محمد، بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، تحقیق: محمد علی نجار، مصر: المجلس الاعلی للشئون الاسلامیۃ، ۱۴۱۶ھ، ۱/۶۸)

9-"إن الذي ظهر لنا بعد كل ذلك واستقر معنا، أن القرآن معجز بالمعنى الذي يُفهم من لفظ الإعجاز على إطلاقه. . . فالقرآن معجز في تاريخه دون سائر الكتب، ومعجز في أثره الإنساني؛ ومعجز كذلك في حقائقه؛ وهذه وجوه عامة لا تخالف الفطرة الإنسانية في شيء. . . وإنَّما مذهبنا بيانُ إعجازه في نفسه من حيث هو كلام عربي. لأننا إنما نكتب في هذه الجهة من تاريخ الأدب دون جهة التأويل والتفسير." (مصطفی صادق رافعی، ابن عبد الرزاق، اعجاز القرآن والبلاغہ النبویہ، لبنان: دار الکتاب العربی، طبع ہشتم، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۰۹)

10- متقدمین ادباء کے ہاں نظمِ قرآنی کی اصطلاح سے مراد کلام کا اس انداز سے مرتب کرنا ہے کہ وہ علم النحو کے اصول و قواعد کے مطابق ہو اور نیز وہ کلام کسی نحوی منہج کی مخالفت سے بھی پاک ہو۔ "إعلم أن ليس "النظم" إلا أن تضع كلامك الوضع الذي يقتضيه "علم النحو"، وتعمل على قوانينه وأصوله، وتعرف مناهجه التي نهجت فلا تزيغ عنها، وتحفظ الرسوم التي رسمت لك، فلا تخل بشيء منها." (عبد القاہر جرجانی، ابو بکر بن عبد الرحمن بن محمد نحوی، دلائل الاعجاز فی علم المعانی، تعلیق: محمود شاکر، مصر: مکتبہ خانجی، ۲۰۰۰ء، ص: ۸۱)

جاحظ اور نظام کی آراء میں فرق:

دونوں معتزلی حضرات کی رائے میں فرق یہ ہے کہ جاحظ کے نزدیک اہل عرب نے قرآن کے مقابلے میں کلام بنانے کی انتھک کوشش کی مگر وہ قرآن کے بلند و برتر معیاراتِ بلاغت کی بناء پر قرآن کا مقابلہ نہ کر سکے، جبکہ نظام جو اعجاز بالصرفہ کا قائل تھا، کے نزدیک اہل عرب کا قرآن کا مقابلہ کر سکنے سے عجز ذاتی نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے کہ اللہ نے ان سے مقابلہ و معارضہ کا ملکہ واستعداد ہی چھین لی۔[40] نیز اس کے نزدیک اعجاز امور ماضیہ اور آئندہ سے متعلق ہے۔

علامہ رمانی کی رائے:

معروف معتزلی ادیب، علامہ ابو عیسیٰ علی بن عیسی المعروف علامہ رمانی (م: ۳۸۴ھ) نے اپنی تصنیف میں کل سات وجوہِ اعجاز بیان کی ہیں اور وہ اعجاز بالصرفہ اور بلاغت دونوں کو اہم وجوہِ اعجازِ قرآنی میں شامل کرتے ہیں، لہٰذا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وجہ کی بنیاد پر ہم مقالہ ہذا میں ان کا تذکرہ اعجاز بالصرفہ کے قائلین اور عدم قائلین دونوں میں کریں گے۔[41]

علامہ خطابی کی رائے:

علامہ خطابی نے اپنی کتاب، بیان اعجاز القرآن میں قرآنی وجہ اعجاز کا تعلق آئندہ تین امور سے ہے:

(۱) فصیح ترین الفاظ

(۲) قرآنی الفاظ کی عمدہ ترکیب

(۳) قرآنی کلمات میں پوشیدہ مدلل مضامین مثلاً توحید باری تعالیٰ وغیرہ۔ "واعلم أن القرآن إنما صار معجزاً لأنه جاء بأفصح الألفاظ، فی أحسن نظوم التالیف، مضمنا أصح المعانی، من توحید له عزت قدرته، وتنزیه له فی صفاته، ودعاء إلی طاقته" [42]

علامہ باقلانی کی رائے:

اشاعرہ کے ایک بڑے امام، علامہ ابو بکر باقلانی (م: ۴۰۳ھ) کے نزدیک وجوہِ اعجاز تین ہیں:

پہلی وجہ قرآن کا آئندہ حالات کی پیشین گوئی کرنا ہے جو کہ انسان کی قدرت سے خارج ہے، مثلاً حضرت ابو بکرؓ کا قریش سے روم اور ایران کی جنگ میں بظاہر ایرانیوں کے غالب نظر آنے کے، رومیوں کی فتح پر شرط لگانا وغیرہ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ابتداء سے ناخواندہ اور امی تھے، چالیس برس تک کسی شخص کا ایک لفظ لکھ یا پڑھ نہ سکنا اور چالیس برس کی عمر میں اس کی زبان پر ایک بہترین اور عمدہ کلام کا جاری ہونا قرآنی اعجاز کی اہم وجہ ہے۔

تیسری وجہِ اعجاز، قرآن پاک کا عربیت وبلاغت کے اعتبار سے ایسا جداگانہ، منفرد اور انوکھا اسلوب ہے کہ جس کے سامنے اہل زبان نے بھی سر جھکا دیئے۔ علامہ نے مذکورہ تین وجوہ کو اعجاز کی بنیادی وجوہ قرار دیا ہے۔[43]

قاضی عبد الجبار معتزلی کی رائے:

قاضی ابو الحسین عبد الجبار معتزلی نے اپنی کتاب "المغنی" میں اعجاز سے متعلق ایک مفید بحث ذکر فرمائی ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کی وجہ اعجاز جس نے عرب اور غیر عرب کو قرآن کے مقابلہ سے عاجز کر دیا، وہ فصاحتِ قرآن ہے کیونکہ یہی وہ واحد وجہِ اعجاز ہے جو پورے قرآن مجید میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔[44]

علامہ عبدالقاہر جرجانی کی رائے:

علامہ عبد القاہر جرجانی(م: ٤٧١ ھ) کو فنِ بلاغت میں اپنی شاہکار تصانیف کی بناء پر امام کا مرتبہ حاصل ہے۔ علامہ کے نزدیک قرآن پاک کا اعجاز نہ تو محض الفاظِ مفردہ کی حد تک محدود ہے، نہ یہ الفاظِ مفردہ کے معانی میں بند ہے اور نہ ہی حرکات وسکنات اور قرآنی تراکیب اسکا مظہر قرار پاتی ہیں بلکہ علامہ جرجانی کے ہاں اعجازِ قرآنی کا محور "نظمِ قرآن" ہے۔ یہی نظم قرآنی کلام کا اہم ترین رکن ہونے کے ناطے قرآنی بلاغت واعجاز کا منبع ومرکز اور سرچشمہ قرار پاتا ہے۔[45] ایک دوسری عبارت میں علامہ جرجانی اس امر کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں کہ قرآن کا چیلنج قرآن جیسے نظم کا حامل مقابل کلام لانے کا ہے، نا کہ صرف نظم کی خصوصیات کا حامل کلام لانے کا۔[46]

قاضی عیاض کی رائے:

قاضی عیاض کے نزدیک قرآن کا اعجاز درج ذیل چار وجوہ پر منحصر ہے:

۱۔ قرآنی کلمات کی عمدہ ترتیب اور تنظیم، ان کی فصاحت واختصار اور ان کی ایسی بلاغت جس کا مقابلہ اہل عرب کے لیے ممکن نہ تھا۔

۲۔ قرآنی نظم کا جداگانہ انداز اور اس کا نادر اسلوب جو اہلِ عرب کے متداول اسالیبِ کلام سے یکسر مختلف ہے۔ اسی قسم میں قرآن کا وہ نظم ونثر بھی شامل ہے جس پر اس کا نزول ہوا اور جس پر اس کی کے مقاطع کا وقف اور اس کے کلمات کے فواصل کی انتہا ہوتی ہے اور ایسی نظم ونثر نا تو قرآن سے پہلے پایا گیا اور نہ ہی اس کے بعد اس کی نظیر مل سکی۔

۳۔ قرآن کا مستقبل کی غیب کی خبروں پر مشتمل ہونا ہے۔

۴۔ قرآن کا ماضی کے ادوار اور ناپید ہو جانے والی قوموں اور بے نام ونشان شریعتوں کے واقعات کی حکایت کرنا ہے۔[11]

علامہ یوسف سکاکی کی رائے:

علامہ ابویعقوب یوسف سکاکی (م:٦٢٦ھ) کی نظر میں قرآن کریم کے اعجاز کی جہت بلاغت ہے، لیکن اس بلاغت کو سمجھنا انسانوں کے ذوق سے وابستہ ہے اور اس ذوق کے حصول کا ذریعہ علمِ معانی اور علمِ بیان ہیں:"مدرك الإعجاز عندي هو الذوق ليس إلا، وطريق اكتساب الذوق طول خدمة هذين العلمين"[47]

علامہ جار اللہ زمخشری کی رائے:

علامہ جار اللہ زمخشری(م:٥٣٩ھ) ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، کے نزدیک وجہ اعجاز قرآن دو امور میں بند ہے:

(۱) نظمِ قرآن

(۲) آئندہ امور کی پیشین گوئی: ''إنه كتاب معجز من جهتين: من جهة إعجاز نظمه ومن جهة ما فيه من الأخبار بالغيوب،،[48]

---

[11]۔ أن كتاب الله العزيز منطو على وجوه من الإعجاز كثيرة وتحصيلها من جهة ضبط أواعها في أربعة وجوه: أولهاحسن تأليفه والتئام كلمه وفصاحته ووجوه إيجازه وبلاغته الخارقة عادة العرب---الوجه الثاني من إعجازه صورة نظمه العجيب والأسلوب الغريب المخالف لأساليب كلام العرب ومناهج نظمها ونثرها الذي جاء عليه ووقفت مقاطع آيه وانتهت فواصل كلمات إليه ولم يوجد قبله ولا بعده نظير له---الوجه الثالث من الإعجاز ما انطوى عليه من الأخبار بالمغيبات--- الوجه الرابع ما أنبأ به من أخبار القرون السالفة والأمم البائدة والشرائع الداثرة" (قاضی عیاض،ابن موسی یحصبی(م:۵۴۴ھ)، الشفابتعریف حقوق المصطفی، شام: دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۸۸ء، ۱/ ٢٥٨، ٢٦٤، ٢٦٨، ٢٦٩)

علامہ زرکشی کی رائے:

علامہ زرکشی نے "البرہان فی علوم القرآن" میں اعجاز کے موضوع پر ایک مستقل فصل قائم کی ہے اور اس میں مختلف وجوہِ اعجاز کا ذکر فرمایا ہے، مگر علامہ کے نزدیک راجح وجہ اعجاز، قرآن کی نظم، صحتِ معانی قرآن اور فصاحتِ الفاظ کے عمدہ معیار میں مضمر ہے۔

''إنما التحدی إنما وقع بنظمه، وصحة معانيه، وتوالی فصاحة ألفاظه'' [49]

علامہ سیوطی کی رائے:

علامہ سیوطی کے نزدیک وجوہِ اعجاز لا محدود ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "أهل التحقيق أن الإعجاز وقع بجميع ما سبق من الأقوال لا بكل واحد على انفراده، فإنه جمع ذلک كله فلا معنى لنسبته إلى واحد منها بمفرده مع اشتماله على الجميع، بل وغير ذلک مما لم يسبق'' [50]۔ محققین کا قول یہ ہے کہ اعجاز قرآن کا تعلق تمام اقوالِ مذکورہ سے ہے، کسی ایک خاص وجہ کے ساتھ اعجاز خاص نہیں۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے چار وجوہِ اعجاز کو اہم ترین قرار دیا ہے:

''أولها حسن تاليفه والتئام كلمه وفصاحته ووجوه إيجازه وبلاغته الخارقة عادة العرب الذين هم فرسان الكلام وأرباب هذا الشأن والثانی صورة نظمه العجيب والأسلوب الغريب المخالف لأساليب كلام العرب--- والوجه الثالث ما انطوى عليه من الأخبار بالمغيبات وما لم يكن، فوجد كما ورد، والرابع ما أنبأ به من أخبار القرون السالفة والأمم البائدة والشرائع الدائرة مما كان لا يعلم منه القصة الواحدة إلا الفذ من أخبار أهل الكتاب'' [51]

پہلی وجہ اعجاز قرآنی کلمات کا حسنِ تالیف، اس کے کلمات کی فصاحت وبلاغت ہے، کہ جس سے اہل عرب صاحبِ زبان ہونے کے باوجود تہی دامن تھے۔

دوسری وجہ قرآنی کلمات کی انوکھی و عجیب صورت و ترتیب اور انکا جداگانہ اسلوب ہے۔ تیسری وجہ قرآن کا آئندہ حالات کی پیشین گوئی کرنا ہے۔ چوتھی وجہ قرآن کے گزشتہ امتوں اور قوموں کے ان واقعات کا ذکر ہے کہ جن میں سے چند ایک اہل کتاب کی کتب میں موجود تھے۔

قرآنی اعجاز کی اصناف

قرآنی اعجاز کی چار اصناف ہیں:

۱۔ اعجازِ لغوی

۲۔ اعجازِ اخباری

۳۔ اعجازِ تشریعی

۴۔ اعجازِ علمی

ا۔ اعجازِ لغوی / اعجازِ بیانی :

اعجازِ لغوی یہ ہے کہ قرآن لفظی تراکیب، فصاحت وبلاغت، لغوی خصوصیات، اپنے منفرد انداز، اور تاثیر فی النفوس کی وجہ سے ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اعجازِ لغوی کو اعجازِ بیانی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔[12]

۲۔ اعجازِ اخباری:

اعجازِ اخباری کا تعلق درج ذیل چار امور سے ہے:

ا۔ مطلق غیب کی خبریں، جیسے اللہ کے اسماء وصفات، فرشتے، جنت اور جہنم وغیرہ۔

ب۔ امورِ ماضیہ کی خبریں، جیسے انسانی تخلیق کی ابتداء اور سابقہ امتوں کے احوال۔

ج۔ مستقبل کی پیشین گوئیاں، جو بعد ازاں حرف بحرف درست ثابت ہوئیں، مثلاً رومی سلطنت کا فارس پر غالب آجانا۔

د۔ ایسے مخفی امور کی خبریں جن کا علم ماسوائے اللہ کے کسی کو حاصل نہیں، مثلاً سورہ توبہ میں منافقین کے احوال کا بیان۔

۳۔ اعجازِ تشریعی:

اعجازِ تشریعی سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک عمدہ، مستقیم اور عدل پر مبنی قوانین، دقیق ترین احکامات اور اصلاح واخلاق اور تربیت کے ایسے اصولوں پر مبنی ہے کہ جو ہر دور کے لیے قابلِ عمل ہیں اور اسی بنا پر ان کا الہامی ہونا اور انسانی صلاحیت سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسے اعجازِ اصلاحی اور اعجازِ تہذیبی بھی کہا جاتا ہے۔[13]

۴۔ اعجازِ علمی:

اعجازِ علمی کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن نے انفس و آفاق اور ان میں مضمر کائناتی حقائق اور علوم و معارف کے ایسے انکشافات کیے ہیں، جن کا تصور بھی اہلِ عرب کے ہاں معدوم تھا۔[52] مثلاً انسانی وجود کے حوالے سے انکشافات، جیسے انسان کی پیدائش کی ابتداء کے مراحل، رحمِ مادر میں وقوع پذیر ہونے والے تغیرات، زمین و آسمان کے متعلق انکشافات وغیرہ [53]

قرآنی اعجاز کی تمام وجوہ میں سے اعجاز بیانی وہ واحد وجہ ہے کہ جس کو تمام وجوہات پر ترجیح حاصل ہے، کیونکہ یہ واحد ایسی وجہ ہے کہ جو قرآن پاک کی ہر ایک آیت، ہر ایک لفظ اور ہر ایک حرف میں پائی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے سے قرآن نے غیر مسلموں کو چیلنج دیا۔ دیگر وجوہات قرآن پاک کی ہر آیت میں موجود نہیں ہے بلکہ کچھ میں ہیں اور کچھ میں موجود نہیں ہیں۔

---

[12]۔ قرآن پاک کا اعجازِ بلاغی جسے محققین کی بڑی تعداد قرآنی اعجاز کی بنیادی وجہ قرار دیتی ہے، سے مراد قرآن کریم کا فنِ بلاغت کے قواعد کے موافق ہونا نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کا بلاغی اعجاز، فنِ بلاغت سے اعلیٰ امر ہے۔ اعجازِ بلاغی سے مراد قرآنی کلمات کی بہترین تالیف اور ربطِ کلام کا حسن، اور ان کی بنا پر ظاہر ہونے والا آواز کا جادو اور ایسا مرتب کلام ہے، جو ہر سننے والے کو مدہوش کر دیتا ہے، چاہے وہ عربی ہو یا عجمی۔ (فتحی، عبد القادر فرید، فنون البلاغۃ بین القرآن وکلام العرب، مصر: مکتبہ نہضہ، طبع دوم، ۱۹۸۴ء، ص: ۹)

[13]۔ قرآن کریم کا خون، خنزیر کے گوشت اور ربا کو حرام قرار دینا اور قصاص کا حکم دینا اعجازِ تشریعی کی معروف مثالیں ہیں۔ (یوسف الحاج احمد، موسوعہ الاعجاز العلمی فی القرآن الکریم والسنہ المطہرہ، شام: مکتبہ ابن حجر، طبع دوم، ۲۰۰۳ء، ص: ۵۹۔۶۰)

اعجاز قرآنی اور فاصلۂ قرآنیہ [14]

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ قرآنی اعجاز کی تمام اصناف میں سے سب سے زیادہ متداول صنفِ اعجاز ہونے کا شرف "اعجازِ بیانی "کو حاصل ہے کیونکہ یہ قرآنی اعجاز کی واحد ایسی صنف ہے کہ جو قرآن پاک کی ہر ایک آیت، ہر ایک لفظ اور ہر ایک حرف میں پائی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے سے مخالفین کو قرآن کریم کے کسی بھی حصے کے مقابل کلام لانے کا چیلنج دیا گیا۔ نیز اعجازِ بیانی کی اہم جہات، نظم اور تالیف کے اعتبار سے معجزہ ہونا قرآن پاک کا خاصہ ہے، قرآن مجید کے علاوہ دیگر الہامی دیگر اعتبارات مثلاً غیب کی خبروں کے وجود کے باعث معجزہ ہوسکتی ہیں، نظم اور تالیف کے اعتبار سے نہیں۔[54] چونکہ قرآنی فواصل، اعجازِ بیانی کی اہم صورت ہیں، لہٰذا قرآنی اعجاز میں فواصل کا کردار مسلم حیثیت کا حامل قرار پاتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم قرآنی فواصل اور اعجازِ قرآنی کے باہم تعلق کی مزید وضاحت کی خاطر معروف سلاطینِ عربی ادب کی چند آراء کو بطورِ مثال پیش کرتے ہیں۔

علامہ رمانی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ رمانی فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کو قرآنی اعجاز کی ایک اہم وجہ قرار دیتے ہیں اور اسی کی خاطر انہوں نے اپنی کتاب "النکت فی اعجاز القرآن" میں ایک پورا باب، "باب الفواصل" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ [55] نیز علامہ رمانی اور ان کے متبعین ادباءِ کرام نے بلاغت کو دس اقسام میں منقسم فرماتے ہوئے ''فاصلہ'' کو ان میں سے ایک اہم قسم شمار کیا ہے، جو کہ اعجازِ بلاغی کے ساتھ فاصلۂ قرآنیہ کی تعلق کی ایک اہم دلیل ہے:"البلاغة على عشرة أقسام: الإيجاز، والتشبيه، والاستعارة، والتلاؤم، والفواصل---"[56]

علامہ باقلانی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ باقلانی بھی فاصلہ کے اعجاز القرآن کے ساتھ گہرے تعلق کے قائل ہیں۔[57]

علامہ قرطبی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ قرطبی کے نزدیک اعجاز القرآن کی وجوہ میں سے دوسری اہم وجہ، قرآن کریم کا نادر نظم اور ایسا منفرد اسلوب ہے کہ جو اہلِ عرب کے تمام متداول کلامی اسالیب سے یکسر مختلف ہے۔ قرآن کریم نا تو اہلِ عرب کے منظوم کلام کی طرح ہے کیونکہ وہ شعر کہلاتا ہے اور ناہی وہ اہلِ عرب کی نثر کے مماثل ہے، کیونکہ وہ ایسی نثر ہے جو فواصل سے خالی ہے بلکہ قرآن مجید کے رؤوسِ آیات اور فواصلِ آیات، اپنے آہنگ اور ترنم میں شعری قوافی ساتھ مشابہ ہیں، البتہ وہ شاعری ہرگز نہیں ہیں۔

"من وُجُوه إعجاز الْقُرْآن نظمه العجيب وأسلوبه الْغَرِيب الَّذِي خَالف بِهِ جَمِيع أسلوب كَلَام الْعَرَب حَتَّى كَأَنَّهُ لَيْسَ بَينه وَبَينه نسب وَلَا سَبَب، فَلَا هُوَ كمنظوم كَلَامهَا فَيكون شعرًا مَوْزُونا، وَلَا كمنثوره فَيكون نثرا عريا عَن الفواصل محروما، بل تشبه رُؤُوس آيه وفواصله قوافي النّظم وَلَا تدانيها" **58**

---

[14]۔ فواصل کی اصطلاح فاصلہ کی جمع ہے۔ علماء علوم القرآن کے ہاں فاصلہ قرآنی آیات کے آخری کلمہ کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ بیت کا آخری کلمہ قافیہ اور سجع کا آخری کلمہ قرینہ کہلاتا ہے۔''أواخر الآيات فى كتاب الله عز وجل- فواصل بمنزلة قوافى الشعر- جل كتاب الله- واحدتها فاصلة-'' (محمد حسناوی، الفاصلۃ فی القرآن، لبنان: المکتب الاسلامی، طبع دوم، ۱۹۸۶ء، ص: ۲۵)

علامہ یحییٰ بن حمزہ حسینی اور قرآنی فواصل واعجازِ قرآنی:

قرآن کریم میں بکثرت استعمال ہونے والی اعجازِ بیان کی ایک اہم صنف، "مؤاخاتِ معنویہ" ہے اور یہ فواصل آیاتِ قرآنیہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آیتِ کلامِ الٰہی کے فواصل یعنی اختتامی کلمات، آیت کے پہلے حصے کے موافق اور اسی کی تائید اور وضاحت کی خاطر لائے جائیں، مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ"[59] "اور (اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہوگئی بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے۔"

اس آیت قرآن میں "لطیف" بمعنی بہت مہربان اور "خبیر" بمعنی سب امور کی خبر رکھنے والا، کے الفاظ فواصل ہیں اور ان کی موافقت ما قبل سے یوں ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان اور ان کی تمام ضروریات سے بھرپور واقفیت رکھتا ہے، لہٰذا اس نے اپنے بندوں پر بارش برسا کر مہربانی فرمائی اور ان کی دلی مراد کو پورا کیا کیونکہ بارش اور پانی سے ہی انسانوں، نباتات، حیوانات اور زمین کو زندگی اور رزق ملتا ہے: "وأما المؤاخاة المعنوية فهي واردة في القرآن كثيرا، وهذا إنما يكون في فواصل الآي، فإنها تأتي مطابقة على ما سبق من معنى الآية ومثاله قوله تعالى: أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ . . . فالآية الأولى إنما فصلها بقوله: لَطِيفٌ خَبِيرٌ لما فيه من المطابقة لمعناها، لأنه ضمّنها ذكر الرحمة للخلق بإنزال الغيث لما فيه من المعاش لهم ولأنعامهم، فكان لطيفا بهم خبيرا بمقادير مصالحهم"[60]

قاضی عیاض بن موسیٰ یحصبی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

قاضی عیاض کے نزدیک قرآن کا اعجاز چار وجوہ پر منحصر ہے۔ ان میں دوسری وجہ، قرآنی اعجازِ بیانی کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآنی نظم کا جداگانہ انداز اور اس کا نادر اسلوب اہلِ عرب کے کلامی اسلوب سے یکسر مختلف ہے۔ اسی قسم میں قرآن کا وہ نظم و نثر بھی شامل ہے جس پر اس کا نزول ہوا اور جس پر اس کے مقاطع کا وقف اور اس کے کلمات کے فواصل کی انتہا ہوتی ہے اور ایسے نظم و نثر نا تو قرآن سے پہلے پائے گئے اور نہ ہی اس کے بعد ان کی نظیر مل سکی۔ قرآن نے مخالفین کو اس جیسا کلام لانے کا چیلنج دیا اور وہ اس کا مقابل لانے سے قاصر رہے: "الوجه الثاني من إعجازه صورة نظمه العجيب والأسلوب الغريب المخالف لأساليب كلام العرب ومناهج نظمها ونثرها الذي جاء عليه ووقفت مقاطع آيه وانتهت فواصل كلمات إليه ولم يوجد قبله ولا بعده نظير له"[61]

علامہ مصطفیٰ صادق رافعی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ مصطفیٰ صادق رافعی، قرآنی فواصل اور بیانی اعجازِ قرآنی کے درمیان صوتی اور موسیقی کے تعلق کو یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ فواصل جن پر آیات قرآنیہ کا اختتام ہو رہا ہے، موسیقی کے ایسے لہجات ہیں کہ جن پر موسیقی کے جملے مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ فواصل آیت کے بقیہ کلمات کے ساتھ حسنِ صوت میں ایک منفرد انداز کی موافقت رکھتے ہیں اور اس کے ترنم کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ فواصلِ قرآنیہ میں سے اکثر نون یا میم پر اختتام پذیر ہوتے ہیں اور انہی دو حرفوں سے یا ان کو لمبا کرنے سے قدرتی موسیقی جنم لیتی ہے اور یہی اسلوب قرآن پاک میں بھی موجود ہے: "وما هذه الفواصل التي تنتهي بها آيات القرآن إلا صوَر تامة للأبعاد التي تنتهي بها جمل الموسيقى، وهي متفقة مع آياتها في قرار الصوت اتفاقاً عجيباً يلائم نوع الصوت والوجه الذي يساق عليه بما ليس وراءه في العجب مذهب ، وتراها أكثر ما تنتهي بالنون والميم، وهما الحرفان الطبيعيان في الموسيقى نفسها؛ أو بالمد، وهو كذلك طبيعي في القرآن"[62]

علامہ طاہر بن عاشور تیونسی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

"چونکہ فواصل کا تعلق محسناتِ کلام یعنی کلام کو مزین کرنے سے ہے اور محسنات، فصاحتِ کلام میں سے ہیں لہذا فواصل آیاتِ، اعجازِ قرآنی کی اہم غرض قرار پاتے ہیں۔ نیز ان پر وقف کرنا، بلاغت کا ایک اہم حصہ ہے کیونکہ اس سے سامعین کے کانوں کو ایسی لذت نصیب ہوتی ہے، جیسی کہ اشعار میں قوافی اور مسجّع کلام میں قرینہ پر پہنچ کر حاصل ہوتی ہے:"وَاعْلَمْ أَنَّ هَذِهِ الْفَوَاصِلَ مِنْ جُمْلَةِ الْمَقْصُودِ مِنَ الْإِعْجَازِ لِأَنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى مُحَسِّنَاتِ الْكَلَامِ وَهِيَ مِنْ جَانِبِ فَصَاحَةِ الْكَلَامِ، فَمِنَ الْغَرَضِ الْبَلَاغِيِّ الْوُقُوفُ عِنْدَ الْفَوَاصِلِ لِتَقَعَ فِي الْأَسْمَاعِ فَتَتَأَثَّرَ نُفُوسُ السَّامِعِينَ بِمَحَاسِنِ ذَلِكَ التَّمَاثُلِ، كَمَا تَتَأَثَّرُ بِالْقَوَافِي فِي الشِّعْرِ وَبِالْأَسْجَاعِ فِي الْكَلَامِ الْمَسْجُوعِ."[63]

علامہ ابو زہرہ مصری اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ ابو زہرہ مصری نے بھی فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کو قرآنی اعجاز کی بلاغی جہت میں شمار کیا ہے اور قرآنی موسیقیت کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔[64]

علامہ عبدالکریم خطیب اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ عبدالکریم خطیب کے نزدیک فاصلہ نے قرآن کریم کو کلامِ عربی کی ایک نئی جہت سے روشناس کروایا۔ وہ اس طرح کہ نزولِ قرآن مجید سے قبل کلامِ عرب شعر اور نثر پر مشتمل تھا اور نزولِ قرآن کے بعد سے یہ تین اصناف: شعر، نثر اور قرآن کا نام بن گیا۔ اس قرآنی اسلوب کو علماء کرام ایک مستقل بالذات معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ نقضِ عادت اور معروف اسلوب سے خارج ہے اور معجزہ ایسا ہی ہوتا ہے:"إن الفاصلة قد جعلت القرآن نحوا جديدا من أنحاء الكلام العربي، فإذا كان الكلام العربي قبل نزول القرآن هو الشعر و النثر، فإنه بعد نزول القرآن أصبح الكلام العربي: شعرا و نثرا و قرآنا. و يعتبر العلماء هذا الأسلوب الذي جاء به القرآن إعجازا قائما بذاته، لأنه نقض العادة و خرج المألوف وهذا شأن المعجزة"[65]

علامہ محمد امین اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

علامہ محمد امین کے نزدیک قرآن کریم اپنے الفاظ اور معانی دونوں کے اعتبار سے معجزہ ہے اور اس کے اعجاز کی ۱۲ بلاغی صفات میں سے ایک صفت فواصلِ قرآنیہ بھی ہیں۔[66] "والقرآن معجز من جميع الوجوه لفظًا ومعنى، ومتميز من خطبة البلغاء ببلوغه حد الكمال في أثنى عشر وجهًا. إيجاز اللفظ، والتشبيه الغريب، والاستعارة البديعية، وتلاؤم الحروف والكلمات، وفواصل الآيات..."

ابراہیم محمد جرمی اور قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی:

"الفواصل القرآنية مظهر من مظاهر إعجاز القرآن الكريم، وأثر من آثار نظمه ووصفه. وأبرز ما يكون هذا التجلي في ذلك التناسق والتناغم الصوتي المذهل. . . ومما تجدر الإشارة إليه في هذا المقام أن الفواصل القرآنية المتوازية والمتوازنة والمطرفة استخدمت كثيرا في السور المكية. ولعل مرد ذلك أن الخطاب في هذه المرحلة المبكرة إنما كان لأهل مكة أهل الفصاحة واللسن. . . ومن هنا تميزت الفاصلة القرآنية من قافية الشعر. فقافية الشعر كان يؤتى بها غالبا محسنا لفظيا لإتمام الكلام، حتى وإن أقحمت إقحاما، وخرجت عن سياق الكلام، وكثيرا ما يضطر الشاعر إلى ذلك.أما الفاصلة القرآنية فهي مرتبطة بسياق الكلام ارتباطا محكما، بل هي مفصحة عن معان زائدة مرادة، يفتقر السياق إليها ويتطلبها."[67]

مفہوم یہ ہے کہ فواصلِ قرآنیہ قرآن مجید کے اعجاز کا ایک مظہر ہیں، ان کی مابہ الامتیاز خصوصیت ان کا تناسق، مترنم اور مدہوش کردینے والے سروں کا حامل ہونا ہے، باوجود اس کے یہ کلام شاعری نہیں ہے۔ نیز فواصلِ قرآنیہ کی اقسام، متوازی، متوازن اور مطرف کا وقوع مکی سورتوں میں بکثرت نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بدیع فواصل کو اہلِ مکہ کے سامنے بطور معجزہ پیش کیا گیا اور مقابلے کی دعوت دی گئی کیونکہ ان میں اہلِ فصاحت اور لسان بکثرت پائے جاتے تھے۔ فواصلِ قرآنیہ، شعری قافیہ سے یوں بھی منفرد ہیں کہ قافیہ کا تعلق کلام کی لفظی خوبصورتی سے ہے اور شاعر کو وزنِ شعری کی خاطر اسے لانے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے اگرچہ سیاقِ کلام میں اس کی گنجائش نہ بھی ہو۔ جبکہ فاصلۂ قرآنیہ کا تعلق معنوی خوبصورتی کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ وہ ایسے اضافی مفاہیم کو بھی واضح کرتا ہے کہ جو سیاقِ کلام سے گہرا ربط رکھتے ہیں۔ فواصلِ قرآنیہ کی انہی خوبیوں کی بنیاد پر، مذکورہ بالا ادباءِ کرام کے پہلو بہ پہلو، متقدمین اور متاخرین علماء کی غالب اکثریت فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کو اعجاز کی اہم وجوہ میں سے شمار کرتی ہے۔[68]

خاتمۃ البحث:

- قرآن مجید اللہ رب العزت کی جانب سے نازل کردہ اہم ترین معجزہ ہے، جس کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے نزولِ قرآن کے دور سے لے کر تاقیامت آنے والے تمام انسانوں کو اس جیسا کلام بنالانے کا کھلا چیلنج دیا۔
- مسلمانوں میں قرآن کے معجزہ ہونے کا امر کبھی بھی باعثِ نزاع نہیں رہا۔ البتہ یہ کہ اس کے معجزہ ہونے کا کونسا پہلو غالب ہے، علماء کرام کے مابین مباحثہ کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔
- قرآن پاک کے معجزہ ہونے کی نوعیت کے حوالے سے علماء کا ایک اقلیتی موقف، مسلکِ اعجاز بالصرفہ ہے۔ اس مسلک کے قائلین میں اعجاز بالصرفہ کے مفہوم کے تحدید میں کئی آراء پائی جاتی ہے۔ البتہ ان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن میں ذاتی طور پر ایسا کمال موجود نہیں کہ اس کا مقابلہ نہ کیا جاسکے بلکہ اس کے مقابل کلام نہ لاسکنے کی وجہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مخالفینِ قرآن کو عاجز کردینا تھا، وگرنہ وہ یقیناً قرآن کے مد مقابل کلام لے آتے۔ (العیاذ باللہ)
- دوسرا مسلک علماءِ جمہور کا ہے جس میں متقدمین اور متاخرین کی اکثریت شامل ہے۔ جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن کے اعجاز کو اعجاز بالصرفہ قرار دینا درست نہیں ہے۔ قرآنی اعجاز کو اعجاز بالصرفہ قرار دینا، قرآن کے معجزہ ہونے کو مسلک کو کمزور کرنا ہے. اس کے بجائے وہ اس امر کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کا اعجاز اس کی ذات میں موجود ہے.
- مسلکِ جمہور قرآنی اعجاز کے اعجاز بالصرفہ ہونے کے تو مخالف ہیں، اس کے بعد قرآن کے اعجاز کی نوعیت کے تعین میں جمہور علماء کے کئی مسالک ہیں۔
- ان حضرات کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے اعجازِ قرآنی کو چار اصناف میں منقسم کیا جاسکتا ہے اور وہ اصناف، اعجازِ لغوی، اعجازِ اخباری، اعجازِ تشریعی اور اعجازِ علمی ہیں۔
- اعجاز بیانی قرآنی اعجاز کی وہ واحد وجہ ہے کہ جس کو تمام وجوہات پر ترجیح حاصل ہے اس لیے کہ یہ اعجاز مکمل قرآن پاک میں یکساں طور پر موجود ہے۔ دیگر وجوہات کا قرآن پاک کی ہر آیت میں پایا جانا یقینی نہیں۔
- علامہ رمانی فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کو قرآنی اعجاز کی ایک اہم وجہ قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب "النکت فی اعجاز القرآن" میں ایک پورا باب، "باب الفواصل" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

- علامہ قرطبی کے نزدیک فواصلِ آیات کا اعجاز قرآن کریم کی نادر نظم اور ایسے منفرد اسلوب کی بدولت ظاہر ہوتا ہے کہ جو اہلِ عرب کے تمام متداول کلامی اسالیب سے یکسر مختلف ہے۔ یہ موقف علامہ قرطبی اور قاضی عیاض سے منقول ہے۔
- علامہ یحییٰ بن حمزہ حسینی قرآن کریم میں بکثرت استعمال ہونے والی اعجازِ بیان کی ایک اہم صنف، "مؤاخاتِ معنویہ" کو قرآنی فواصل و اعجازِ قرآنی کے مابین وجہِ تعلق قرار دیتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آیتِ کلامِ الٰہی کے فواصل یعنی اختتامی کلمات، آیت کے پہلے حصے کے موافق اور اسی کی تائید اور وضاحت کی خاطر لائے جائیں۔
- قرآنی فواصل کا ایک اہم پہلو قرآنی موسیقی میں ان کا اہم کردار بھی ہے، جو فواصل کے مربوط و منظم نظام کے ساتھ منسلک ہے۔ علامہ مصطفی صادق رافعی اور علامہ ابو زہرہ مصری کی آراء کے مطابق قرآنی فواصل کی حسنِ صوت، ترنم اور موسیقیت کی قدرتی خوبیاں اس کے اعجازِ قرآنی کے ساتھ تعلق کا مظہر ہیں۔ فواصلِ قرآن پاک کا ایک مربوط نظام کا پابند ہونا ایک مخصوص انداز کی قرآنی جادو بیانی و سحر انگیزی کو جنم دیتا ہے۔ یہی سحر انگیزی آغازِ اسلام میں شعر و شاعری کے خوگر اور دلدادہ اہل عرب کی اکثریت کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا سبب بنی۔ قرآن کو ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں گروہ قرآن کی اس سحر انگیزی کے بجا طور پر معترف تھے۔
- علامہ طاہر بن عاشور تیونسی کے نزدیک چونکہ فواصل کا تعلق محسناتِ کلام یعنی کلام کو مزین کرنے سے ہے اور محسنات، فصاحتِ کلام میں سے ہیں لہٰذا فواصلِ آیات، اعجازِ قرآنی کی اہم جہت قرار پاتے ہیں۔
- علامہ عبد الکریم خطیب کے نزدیک فاصلہ نے کلامِ عربی کو کلام کی ایک نئی جہت سے روشناس کروایا۔ کیونکہ نزولِ قرآن مجید سے قبل کلامِ عرب شعر اور نثر پر مشتمل تھا اور نزولِ قرآن کے بعد سے یہ تین اصناف: شعر، نثر اور قرآن کا نام بن گیا۔ اس قرآنی اسلوب کو علماء کرام ایک مستقل بالذات معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ نقضِ عادت اور معروف اسلوب سے خارج ہے اور معجزہ ایسا ہی ہوتا ہے۔
- علامہ محمد امین کے نزدیک قرآن کریم اپنے الفاظ اور معانی دونوں کے اعتبار سے معجزہ ہے اور اس کے اعجاز کی ۱۲ بلاغی صفات میں سے ایک صفت فواصلِ قرآنیہ بھی ہیں
- ابراہیم محمد جرمی کی تحقیق کے مطابق فواصلِ قرآنیہ قرآن مجید کے اعجاز کا ایک مظہر ان کا متناسق، مترنم اور مدہوش کر دینے والے سروں کا حامل ہونا ہے، باوجود اس کے یہ کلام شاعری نہیں ہے۔ نیز فاصلہ ٔقرآنیہ کا تعلق معنوی خوبصورتی کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ وہ ایسے اضافی مفاہیم کو بھی واضح کرتا ہے کہ جو سیاقِ کلام سے گہرا ربط رکھتے ہیں۔
- الغرض قرآنی اعجاز کی تمام اصناف میں سے سب سے زیادہ متداول صنفِ اعجاز ہونے کا شرف "اعجازِ بیانی" کو حاصل ہے۔ چونکہ قرآنی فواصل، قرآنی اعجاز کی تمام اصناف میں سے سب سے زیادہ متداول صنف، اعجازِ بیانی کی اہم صورت ہیں، لہٰذا فواصل کا اعجاز یکساں طور پر مکمل قرآن پاک میں پایا جاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1]ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم(م ۷۱۱ھ / ۱۳۱۱ء)،لسان العرب، لبنان: دار صادر، طبع سوم، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء، ۹/ ۵۷-۵۸

Ibn Mazūr Afrīqī, Jamāl al-Dīn Muḥammad bin Mukarram, (d. 711 AH/1311 AD) Lisān al-'Arab, Lebanon: Dār Ṣādir, 3rd ed., 1414 AH/1993 AD, 9/ 57-58

[2]راغب اصفہانی، حسین بن محمد ، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق:صفوان عدنان داودی، لبنان:دار القلم، ۱۴۱۲ھ، ۵۴۷

Rāghib Aṣfahānī, Husáīn bin Muḥammad, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān, edited by: Ṣafwān 'Adnān Dawāwī, Lebanon: Dār al-Qalam, 1412 AH, 547

[3]المائدہ ۵: ۳۱

al-Maīdah 5:31

[4]التوبہ ۹: ۲

Tawbah 9:2-al

[5]ماوردی، ابوالحسن علی بن محمد شافعی، اعلام النبوۃ، تحقیق: محمد معتصم باللہ بغدادی، لبنان: دار الکتاب العربی، طبع اول، ۱۹۸۷ء، ص: ۵۸

Māwardī, Abū al-Ḥasan, 'Alī bin Muḥammad Shāfi'ī, A'lām al-Nubuwwah, edited by: Muḥammad Mu'taṣim billāh Baghdādī, Lebanon: Dār al-Kitāb al-'Arabī, 1st ed., 1987 AD, p. 58

[6] آمدی، علی بن ابی علی ،غایۃ المرام فی علم الکلام، تحقیق: حسن محمود عبد اللطیف، مصر: المجلس الاعلی للشئون الاسلامیۃ، ۱۳۹۱ھ، ص:۳۳۳

Āmidī, 'Alī bin Abī 'Alī, A'lām al-Nubuwwah, edited by: Muḥammad Mu'taṣim billāh Baghdādī, Lebanon: Dār al-Kitāb al-'Arabī, 1st ed., 1987 AD, p. 58

[7]قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الاعلام بمافی دین النصاریٰ من الفساد والاوہام واظہار محاسن الاسلام ، مصر: دار التراث العربی، ۱۳۹۸ھ، ص: ۲۳۹

Qurtubī, Abū Abd Allāh Muḥammad b. Aḥmad, al-I'lām bemá fī Dīn al-Naṣārā min al-Fasád wa al-Awhām wa Iẓhār Maḥāsin al-Islām, edited by: Dr Aḥmad Ḥijāzī Saqā, Egypt: Dār al-Turāth al-'Arabī, 1398 AH, p. 239

[8] زرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، لبنان: دار الفکر، طبع اول، ۱۹۹۶ء ، ۱/ ۵۳

Zarqanī, Muḥammad Abd al-‘Azīm, Manāhil al-‘Irfān fī ’Ulūm al-Qur’ān, Lebanon: Dār al-Fikr, 1st ed., 1996 AD, 1/5

[9] قِنَّوجی، محمد صدیق حسن خان ، قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اھل الاثر، سعودی عرب، وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد، ۱۴۲۱ھ ، ص: ۱۰۳

Qinnaujī, Muḥammad Ṣiddīq Ḥasan Khān, Qaṭf al-Thamar fī Bayān 'Aqīdah Ahl al-Athar, Saudi Arabia, Wazārah al-Shuwūn al-Islāmiyyah wa al-Awqāf wa Da'wah wa Al-Irshād 1st ed., 1421 AH, p. 103

[10]عبد الجبار ہمدانی، قاضی ابو الحسن معتزلی(م:۴۱۵ھ)، شرح الاصول الخمسہ، لبنان: دار احیاء التراث العربی، طبع اول، س ن ، ص: ۳۸۴-۳۸۵

'Abd al-Jabbār Hamdānī, Qāzī Abū al-Ḥasan Mu’tazilī (d. 415 AH), Sharḥ al-Uṣul al-Khamsā, Lebanon: Dār Iḥyā al-Turāth al-'Arabī, 1st ed., ND, p. 384-385

[11]البقرہ، ۲: ۲۴

Al-Baqarah 2:24

[12]سامی، عطا حسن، الصرفہ ودلالتہا لدی القائلین بھا و ردود المعارضین لھا، اردن: جامعہ آل البیت، س ن، ص: ۱۰-۱۱

Sāmī, ‘Atā Ḥaṣan, al-Ṣarfah wa Dalālatuhā ladā al-Qāilīn bihā wa Rudūd al-Mu’ariḍīn lahā, Jordan: Jāmiah aāl-al-Bayt, ND, p. 10-11

[13]سامی، الصرفہ ودلالتہا لدی القائلین بھا و ردود المعارضین لھا، ص: ۱۰

Sāmī, al-Ṣarfah wa Dalālatuhā ladā al-Qāilīn bihā wa Rudūd al-Mu’ariḍīn lahā, p. 10

[14]ایضاً، ص: ۱۰-۱۱

Ibid, p.10-11

[15] علوی ، یحیی بن حمزہ بن علی حسینی، (م:۷۴۵ھ)، الطراز لاسرار البلاغہ وعلوم حقائق الاعجاز، لبنان: مکتبہ عنصریہ، طبع اول، ۱۴۲۳ ھ، ۲۱۸/۳

‘Alawī, Yahya bin Ḥamza bin 'Alī Hussainī (d. 745 AH), al-Ṭirāz li-Asrār al-Balāghah wa-ʿUlūm Ḥaqāʾiq al-iʿjāz, Lebanon: Maktaba ‘Unsuriyyah, 1st ed., 1423 AH, 3/218

[16] "أن الله تعالى منع الخلق من مثله وكساه الإعجاز وسلبه جميع كلام الخلق" (ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، الفصل فی الملل والاھواء والنحل، تحقیق: محمد ابراہیم نصر، عبد الرحمان عمیرہ، لبنان: دار الجیل، ۱۴۰۵ھ، ۲۸/۳)

Ibn Ḥazm, Abū Muḥammad 'Alī ibn Aḥmad, al-Fiṣal fī al-Milal wa al-Ahwā wa al-Niḥal, edited by: Muḥammad Ibrāhīm Naṣr, 'Abd al-Raḥmān 'Umaīrah, Lebanon: Dār al-Jial, 1405 AH, 3/28

[17] شریف مرتضیٰ، علی بن حسین موسوی (م: ۴۳۶ھ)، الموضح عن جہۃ اعجاز القرآن، تحقیق: محمد رضا انصاری قمی، ایران: مجمع البحوث الاسلامیہ، طبع دوم، ۱۴۲۹ھ، ص: ۲۵، ۴۰

Sharīf Murtaḍā, ‘Alī ibn Ḥusaīn Mūsawī (d: 436 AH), al-Mūḍiḥ ‘an jihat I‘jāz al-Qur’ān, edited by: Muḥammad Raḍā Anṣārī Qumī, Irān: Majma‘ al-Buḥūth al-Islāmiyyah, 2nd ed., 1429 AH, p: 25, 40

[18] شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان بغدادی (م: ۴۱۳ھ) اوائل المقالات فی المذاہب والمختارات، لبنان: دار الکتاب الاسلامی، ۱۹۸۳ء، ص: ۶۸-۶۹

Shaykh Mufīd, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Nu‘mān Baghdādī (d. 413 AH) Awā’il al-Maqālāt fī al-Madhāhib wa al-Mukhtārāt, Lebanon: Dār al-Kitāb al-Islāmī, 1983 AD, pp. 68-69

[19] ابو الصّلاح حلبی ، تقی الدین، تقریب المعارف، محقق: شیخ فارس تبریزیان، ایران: مطبعہ الھادی، ۱۴۱۷ھ، ص: ۱۵۸

Abū al-Ṣalāḥ Ḥalbī, Taqī al-Dīn, Taqrīb al-Ma‘ārif, edited by: Shaykh Fāris Tabrīziyān, Iran: Maṭba‘ al-Hādī, 1417 AH, p: 158

[20] قطب الدین راوندی، سعید بن ہبۃ اللہ (م: ۵۷۳ھ)، الخرائج والجرائح، ایران: مؤسسہ امام مہدی، طبع اول، ۱۴۰۹ھ، ۹۸۲/۳

Quṭub al-Dīn Rāwandī, Sa‘īd ibn Hibatallah (d. 573 AH), al-Kharā’ij wa al-Jarāiḥ, Irān: Muassisah Imām Mahdī, 1st ed., 1409 AH, 3/982

[21] علوی، الطراز لاسرار البلاغہ وعلوم حقائق الاعجاز، ۲۱۸/۳

‘Alawī, al-Ṭirāz li-Asrār al-Balāghah wa-ʿUlūm Ḥaqāʾiq al-iʿjāz, 3/218

[22] زرکشی، ابو عبد اللہ بدر الدین (م: ۷۹۴ھ) البرہان فی علوم القرآن، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراھیم، لبنان: دار احیاء الکتب العربیہ، طبع اول، ۱۹۵۷ء ، ۹۳/۲-۹۴؛ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق: استاذ محمد سکر، استاذ مصطفی قصاص، سعودی عرب، مکتبۃ المعارف، طبع دوم، ۱۹۹۶ء، ۳۲۸/۲

Zarkashī, Abū ‘Abd Allāh Badr al-Dīn (d. 794 AH) al-Burhān fī ‘Ulūm al-Qur’ān, edited by: Muḥammad Abū al-Faḍl Ibrāhīm, Lebanon: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabia, 1st ed.,1957 AD, 2/93-94; Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ‘Abd al-Raḥmān, al-Itqān fī ‘Ulūm al-Qurā͏n, edited by: Ustādh Muḥammad Sukr, Ustādh Muṣṭafā Qaṣṣāṣ, Saudi Arabia, Maktabah al-Ma‘ārif, 2nd ed., 1996 AD, 2/328

[23] عبد القادر حسن، المختصر فی تاریخ البلاغہ، مصر: دار غریب للطباعہ والنشر والتوزیع، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۷

‘Abd al-Qādir Ḥassan, al-Mukhtaṣar fī Tārīkh al-Balāghah, Egypt: Dār Gharīb liṭabā‘h wa-al-Nashr wa-al-Tawzī‘, 2001 AD, p: 27

[24] نعیم حمصی، فکرۃ اعجاز القرآن من البعثۃ النبویہ الی عصرنا الحاضر، لبنان: مؤسسہ الرسالہ، طبع دوم، ۱۹۸۰ء، ص: ۱۰۸-۱۱۰

Na‘īm Ḥimṣī, Fikrah I‘jāz al-Qur’ān min al-Ba‘thah al-Nabawiyyah ilā ‘Aṣrinā al-Ḥāḍir, Lebanon: Muassasah al-Risālah, 2nd ed., 1980 AD, pp. 108-110

[25] محوّلہ بالا

Ibidem

[26] محوّلہ بالا

Ibidem

[27] قرطبی، الاعلام بمافی دین النصاریٰ من الفساد والاوھام واظھار محاسن الاسلام ، ص: ۳۲۹

Qurtubī, al-I'lām bemá fī Dīn al-Naṣārā min al-Fasád wa al-Awhām wa Iẓhār Maḥāsin al-Islām, p. 329

[28] نعیم حمصی، فکرۃ اعجاز القرآن من البعثۃ النبویہ الی عصرنا الحاضر، ص: ۱۰۸-۱۱۰

Na'īm Ḥimṣī, Fikrah I'jāz al-Qur'ān min al-Ba'thah al-Nabawiyyah ilā 'Aṣrinā al-Ḥāḍir, pp. 108-110

[29] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، تحقیق علی بن حسن، عبدالعزیز بن ابراہیم، حمدان بن محمد، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۹۹۹ء، ۵/۴۳۴

Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn 'Abd al-Ḥalīm, al-Jawāb al-Ṣaḥīḥ li-man Baddal Dīn al-Masīḥ, Research: 'Alī ibn Ḥasan, 'Abd al-'Azīz ibn Ibrāhīm, Ḥamdān ibn Muḥammad, Saudi Arabia: Dār al-'Āṣima, 1999 AD, 5/434

[30] علوی، الطراز لاسرار البلاغہ وعلوم حقائق الاعجاز، ۳/۲۲۴

'Alawī, al-Ṭirāz li-Asrār al-Balāghah wa-ʿUlūm Ḥaqāʾiq al-iʿjāz, 3/224

[31] ابن قیم جوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر، الفوائد المشوق الی علوم القرآن وعلم البیان، لبنان: دار الکتب العلمیہ، س ن، ص: ۲۵۲

Ibn Qayyim Jawziah, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Abī Bakr, al-Fawāid al-Mushawwiq ilā 'Ulūm al-Qurā͂n wa-'ilm al-Bayān, Lebanon: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, ND, p.252

[32] زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، ۱/۵۳

Zarqanī, Manāhil al-'Irfān fī 'Ulūm al-Qur'ān, 1/53

[33] نورسی، بدیع الزمان سعید، اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز، تحقیق: احسان قاسم صالحی، مصر: شرکہ سوزلر للنشر، طبع سوم، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۸

Nawrsī, Badī' al-Zamān Sa'īd, Ishārāt al-i'jāz fī Maẓān al-Ījāz, edited by: Iḥsān Qāsim Ṣāliḥa, Egypt: Shirkah Sūzlar lil-Nashr, 3rd ed., 2002 AD, p. 18

[34] ابوزہرہ مصری، محمد بن احمد، المعجزۃ الکبریٰ القرآن، مصر: دار الفکر العربی، س ن، ص: ۵۶

Abū Zuhrah Miṣrī, Muḥammad ibn Aḥmad, al-Mu'jizah al-Kubrā al-Qur'ān, Egypt: Dār al-Fikr al-'Arabī, ND, p. 56

[35] بنوری، محمد یوسف، یتیمۃ البیان فی شیٔ من علوم القرآن، پاکستان: مجلس الدعوۃ والتحقیق، ۱۹۷۶ء، ص: ۱۱۷

Binawrī, Muḥammad Yūsūf, Yatīmah al-Bayān fī Shy͘ min 'Ulūm al-Qurā͂n, Pakistan: Majlis al-Da'wah wāl-Taḥqīq, 1976 AD, p. 117

[36] مناع قطان، ابن خلیل ، مباحث فی علوم القرآن، سعودی عرب، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، طبع سوم، ۲۰۰۰ء، ص: ۲٦٦

Mannā' Qaṭṭān, Ibn Khalīl, Mabāḥith fī 'Ulūm al-Qurā͂n, Saudi Arabia, Maktaba al-Ma'ārif lil-Nashr wa-al-Tawzī', 3rd ed., 2000 AD, p. 266

[37] مطعنی، عبدالعظیم ابراہیم محمد ، خصائص التعبیر القرآنی وسماتہ البلاغیہ، مصر: مکتبہ وہبہ، طبع اول، ۱۹۹۲ء، ۱/۱۴۸

Muṭ'nī, 'Abd al-'Aẓīm Ibrāhīm Muḥammad, Khaṣā'iṣ al-Ta'bīr al-Qur'ānī wa Smātuh al-Balāghiyyah, Egypt: Maktaba Wahbah, 1st ed., 1992, 1/148

[38] جاحظ، ابوعثمان عمرو بن بحر، رسائل الجاحظ ، مصر: مکتبۃ سلفیۃ، ۱۳۴۴ھ، ص: ۱۰۲-۱۰۳

Jāḥiẓ, Abū 'Uthmān 'Amr ibn Baḥr, Rasā'il al-Jāḥiẓ, Egypt: Maktaba Salfiyyah, 1344 AH, pp. 102-103

[39] عبدالکریم الخطیب ، اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ ، مصر: دار الفکر العربی، ۱۹۶۴ء، ص: ۱۴۴

'Abd al-Karīm al-Khaṭīb, I'jāz al-Qurā͂n wāl-Balāghah al-Babawiyyah, Egypt: Dār al-Fikr al-'Arabī, 1964 AD, p. 144

[40] عبد القادر حسن، المختصر فی تاریخ البلاغہ، ص: ۲۷

'Abd al-Qādir Ḥassan, al-Mukhtaṣar fī Tārīkh al-Balāghah, p: 27

[41] رمانی، النکت فی اعجاز القرآن، ص: ۷۵

Rummānī, al-Nukat fī I'jāz al-Qur'ān, p. 75

[42] خطابی، ابو سلمان حمد بن محمد ، بیان اعجاز القرآن، (مطبوع ضمن: ثلاث رسائل فی اعجاز القرآن) تحقیق محمد خلف اللہ، محمد زغلول سلام، مصر: دار المعارف، طبع دوم، ۱۹۶۸ء، ص: ۲۷

al-Khaṭṭābī, Abū Salmān Ḥamd bin Muḥammad, Bayān iʿjāz al-Qurʾān." (In Thalāth rasāʾil fī iʿjāz al-Qurʾān) edited by Muhammad Khalafallāh, Muḥammad Zaghlūl Sallām, Egypt: Dār al-Maʿārif, 2nd ed., 1968 AD, p. 27

[43] باقلانی، محمد بن طیب ابو بکر، اعجاز القرآن، تحقیق سید احمد صقر، مصر: دار المعارف، طبع سوم، ۱۹۵۴ء، ص: ۳۳-۳۵

Bāqillānī, Muḥammad ibn Ṭayyib Abū Bakr, I'jāz al-Qurāān, edited by: Syyed Aḥmad Ṣaqr, Egypt: Dār al-Ma'ārif,3rd ed., 1954 AD, pp. 33-35

[44] عبد الجبار ہمدانی، قاضی ابو الحسن معتزلی، المغنی فی ابواب التوحید والعدل، تحقیق: امین خولی، مصر: الادارہ العامہ للثقافہ، ۱۹۶۰ء، ۱۶/ ۱۶۴؛ عبد الجبار ہمدانی، شرح الاصول الخمسہ، ص: ۳۹۵

'Abd al-Jabbār Hamdānī, Qāḍī Abū al-Ḥasan Mu'tazilī, al-Mughnī fī Abwāb al-Tawḥīd wa-al-'Adl, edited by: Amīn Khawlī, Egypt: al-Idārah al-'Aāmah lil-Thaqāfah, 1960 AD, 16/164; 'Abd al-Jabbār Hamdānī, Sharḥ al-Uṣul al-Khamsā, p.395

[45] عبد القاہر جرجانی، دلائل الاعجاز فی علم المعانی، ص: ۲۹۳؛ عبد القاہر جرجانی، ابو بکر بن عبد الرحمن بن محمد نحوی، الرسالۃ الشافیۃ، (مطبوع ضمن: ثلاث رسائل فی اعجاز القرآن) تحقیق محمد خلف اللہ، محمد زغلول سلام، مصر: دار المعارف، طبع دوم، ۱۹۶۸ء، ص: ۱۹۷-۲۰۰

ʿAbd al-Qāhir Jurjānī, Dalāʾil al-iʿjāz fī 'Ilm al-M'ānī, p. 293; ʿAbd al-Qāhir Jurjānī, Abū Bakr ibn 'Abd al-Raḥmān ibn Muḥammad Naḥwī, al-Risālah al-Shāfiyah, (In Thalāth rasāʾil fī iʿjāz al-Qurʾān) edited by Muhammad Khalafallāh, Muḥammad Zaghlūl Sallām, Egypt: Dār al-Maʿārif, 2nd ed., 1968 AD, pp. 197-200

[46] عبد القاہر جرجانی، دلائل الاعجاز فی علم المعانی، ص: ۴۱۵

ʿAbd al-Qāhir Jurjānī, Dalāʾil al-iʿjāz fī 'Ilm al-M'ānī, p. 415

[47] سکاکی، ابو یعقوب یوسف بن ابی بکر خوارزمی حنفی (م: ۶۲۶ھ)، مفتاح العلوم، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، طبع دوم، ۱۹۸۷ء، ص: ۴۱۶

Sakkākī, Abū Ya'qūb Yūsuf ibn Abī Bakr Khwārzamī Ḥanafī (d: 626 AH), Miftāḥ al-'Ulūm, Lebanon: Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah, 2nd ed., 1987 AD, p. 416

[48] زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمرو جار اللہ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل المعروف تفسیر کشاف، تحقیق: عبد الرزاق مہدی، لبنان: دار احیاء التراث العربی، س ن، ۲/۳۳۱

Zamakhsharī, Abū al-Qāsim Maḥmūd ibn 'Amr Jār Allāh, al-Kashshāf 'an Ḥaqā'iq Ghawāmiḍ al-Tanzīl al-Ma'rūf Tafsīr Kashāf, edited by: 'Abd al-Razzāq Mahdī, Lebanon: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, ND, 2/331

[49] زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ۲/۹۷

Zarkashī, al-Burhān fī 'Ulūm al-Qur'ān, 2/97

[50] سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ۲/۳۳۸

Suyūṭī, al-Itqān fī 'Ulūm al-Qurāān, 2/338

[51] ایضاً، ۲/۳۳۹- ۳۴۰

Ibid, 2/239-240

[52] عبد اللہ بن یوسف عنزی، المقدمات الأساسیۃ فی علوم القرآن، برطانیہ: مرکز البحوث الاسلامیہ، طبع اول، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۹؛ محمد بن عبد اللہ دراز، النبأ العظیم نظرات جدیدۃ فی القرآن الکریم، شام: دار القلم للنشر والتوزیع، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۰۸

'Abd Allāh ibn Yūsuf 'Anzī, al-Muqaddimāt al-Asāsīyah fī 'Ūlūm al-Qur'ān, UK: Markaz al-Buḥūth al-Islāmiyyah, 1st ed., 201 AD, p. 29; Muḥammad ibn 'Abd Allāh Darāz, al-Nab' āl-A'ẓīm Naẓarāt Jadīdah fī al-Qur'ān al-Karīm, Syria: Dār al-Qalam lil-Nashr wa-al-Tawzī', 2005 AD, p. 108

[53] یوسف الحاج احمد، موسوعہ الاعجاز العلمی فی القرآن الکریم والسنہ المطہرہ، ص: ۹۰، ۴۱۵

Yūsūf al-Ḥājj Aḥmad, Mawsū'h al-Ī'jāz al-'Ilmī fī al-Qur'ān al-Karīm wa al-Sunnah al-Muṭaharah, pp. 90,415

[54] احمد بن محمد خراط، الاعجاز البیانی فی ضوء القراءات القرآنیہ المتواترہ، سعودی عرب: ۱۴۲۶ھ، ص: ۳۴

Aḥmad ibn Muḥammad Kharrāṭ, al-I'jāz al-Bayānī fī ḍaw' al-Qirā'āt al-Qur'āniyyah al-Mutawātirah, Saudi Arab, 1426 AH, p. 34

[55] رمانی، النکت فی اعجاز القرآن، ص: ۷۶

Rummānī, al-Nukat fī I'jāz al-Qur'ān, p. 76

[56] ایضاً، ص: ۹۷۔

Ibid, p. 97

[57] باقلانی، اعجاز القرآن، ص: ۲۸۴

Bāqillānī, I'jāz al-Qurā ̈n, p. 284

[58] قرطبی، الاعلام بما فی دین النصاریٰ من الفساد والاوھام واظہار محاسن الاسلام، ص: ۳۳۳

Qurtubī, al-I'lām bemá fī Dīn al-Naṣārā min al-Fasád wa al-Awhām wa Iẓhār Maḥāsin al-Islām, p. 333

[59] الحج، ۲۲: ۶۳

Al-Hajj, 22: 63

[60] علوی، الطراز لاسرار البلاغہ وعلوم حقائق الاعجاز، ۲/۲۰۴

'Alawī, al-Ṭirāz li-Asrār al-Balāghah wa-ʿUlūm Ḥaqāʾiq al-iʿjāz, 2/204

[61] قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ۱/ ۲۶۴؛ بدران، عبد القادر بن احمد، جواہر الافکار ومعادن الاسرار المستخرجہ من کلام العزیز الجبار، تحقیق: زہیر شاویش، لبنان: مکتب اسلامی، طبع اول، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص: ۱۱۳

Qaḍī 'Ayyāḍ, al-Shifā bi-ta'rīf Ḥuqūq al-Muṣṭafá, 1/264; Badrān, 'Abd al-Qādir ibn Aḥmad, Jawāhir al-Afkār wa-Ma'ādin al-Asrār al-Mustakhrajah min Kalām al-'Azīz al-Jabbār, edited by: Zuhyr Shāwīsh, Lebanon: Maktaba Islāmī, 1st ed., 1420 AH/1999 AD, p. 113

[62] مصطفی صادق رافعی، اعجاز القرآن والبلاغہ النبویہ، ص: ۱۵۰

Muṣtafā Ṣādiq Rāfiʿī, Iʿjāz al-Qurʾān wa-al-Balāghah al-Nabawiyyah, p. 150

[63] ابن عاشور تیونسی، محمد طاہر بن محمد، تحریر المعنی السدید وتنویر العقل الجدید من تفسیر الکتاب المجید، تیونس: الدار التونسیہ للنشر، ۱۹۸۴ء، ۱/۷۶

Ibn 'Āshūr Tayunisī, Muḥammad Ṭāhir ibn Muḥammad, Taḥrīr al-Ma'ná al-Sadīd wa-Tanwīr al-'Aql al-Jadīd min Tafsīr al-Kitāb al-Majīd, Tunisia: al-Dār al-Tayunisīyyah lil-Nashr, 1984 AD, 1/76

[64] ابو زہرہ مصری، المعجزۃ الکبریٰ القرآن، ص: ۷۲-۷۳

Abū Zuhrah Miṣrī, al-Mu'jizah al-Kubrā al-Qur'ān, pp. 72-73

[65] عبد الکریم الخطیب، اعجاز القرآن فی دراسہ کاشفہ لخصائص البلاغہ العربیہ ومعاییرھا، الکتاب الثانی: الاعجاز فی مفہوم جدید، مصر: دار الفکر العربی، طبع اول، ۱۹۶۴ء، ص: ۲۱۵

‘Abd al-Karīm al-Khaṭīb, I‘jāz al-Qurā◌̄n fī Dirāsah Kāshifah li-khaṣā’iṣ al-Balāghah al-‘Arabiyyah wa M‘āyīrehā, al-Kitāb al-thānī: al-I‘jāz fī Mafhūm Jadīd, Egypt: Dār al-Fikr al-‘Arabī, 1st ed., 1964 AD, p. 215

[66] محمد امین بن عبد اللہ علوی شافعی، تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن، لبنان: دار طوق النجاہ، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء، ۲۸/ ۷۰

Muḥammad Amīn ibn ‘Abd Allāh ‘Alawī Shāf‘ī, Tafsīr Ḥadā’iq al-Rūḥ wa-al-Rayḥān fī Rawābī ‘Ulūm al-Qur’ān, Lebanon: Dār Ṭawq al-Nijāh, 1st ed., 1424 AH/2001 AD, 28/70

[67] ابراہیم محمد جرمی، معجم علوم القرآن، شام: دار القلم، طبع اول، ١٤٢٢ ھ / ٢٠٠١ء، ص: ٢٠٩

Ibrāhīm Muḥammad Jarmī, Mu‘jam ‘Ūlūm al-Qur’ān, Syria: Dār al-Qalam, 1st ed., 1422 AH/2001 AD, p. 209

[68] حسین نصّار، اعجاز القرآن الفواصل، مصر: مکتبہ مصر، طبع اول، ۱۹۹۹ء، ص: ۲۲۴

Ḥusaīn Naṣṣār, I‘jāz al-Qur’ān al-Fawāṣil, Egypt: Maktabah Miṣr, 1st ed., 1999 AD, p. 224